بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُولِہِ الکَرِیم

وَعَلٰی عَبدِہِ المَسِیحِ المَوعُود

ماہنامہ انٹرنیٹ گزٹ

المنار

مارچ 2012ء | تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ | جلد نمبر 2 شمارہ نمبر 3

مجلس ادارت — مدیر: مقصود الحق — معاون مدیر: مبارک احمد صدیقی و سید نصیر احمد

فرمان الٰہی

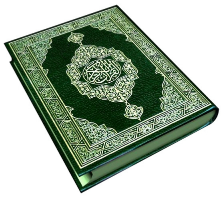

فَاجۡتَنِبُوا الرِّجۡسَ مِنَ الۡاَوۡثَانِ وَاجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ ﴿۳۱﴾ (سورۃ الحج)

پس بتوں کی پلیدی سے احتراز کرو اور جھوٹ کہنے سے بچو۔

وَالَّذِیۡنَ لَا یَشۡھَدُوۡنَ الزُّوۡرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوۡا بِاللَّغۡوِ مَرُّوۡا کِرَامًا ﴿۷۳﴾

اور وہ لوگ بھی (اللہ کے بندے ہیں) جو جھوٹی گواہیاں نہیں دیتے اور جب لغو باتوں کے پاس سے گزرتے ہیں تو بزرگانہ طور پر (بغیر ان میں شامل ہونے کے) گزر جاتے ہیں۔ (الفرقان)

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کی طرف اور جو انسان ہمیشہ سچ بولے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ صدیق لکھا جاتا ہے اور جھوٹ گناہ اور فسق و فجور کی طرف لے جاتا ہے اور فسق و فجور جہنم کی طرف اور جو آدمی ہمیشہ جھوٹ بولے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کذاب لکھا جاتا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الادب۔ باب قول اللہ اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین)

۔ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ جنت کا عمل کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: سچ بولنا اور جب کوئی بندہ سچ بولتا ہے تو وہ فرمانبردار بن جاتا ہے۔ اور جب کوئی حقیقی مومن ہو جاتا ہے تو انجام کار وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس شخص نے دوبارہ دریافت کیا کہ یا رسول اللہ دوزخ میں لے جانے والا عمل کون سا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جھوٹ۔ ایک شخص جھوٹ بولتا ہے تو نافرمانی کرتا ہے اور جب کوئی نافرمانی کرتا ہے تو کفر کرتا ہے اور جب کوئی کفر پر قائم ہو جاتا ہے تو انجام کار وہ دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 186 مطبوعہ بیروت)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

”قرآن شریف نے جھوٹ کو بھی ایک نجاست اور رجس قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے (فَاجۡتَنِبُوا الرِّجۡسَ مِنَ الۡاَوۡثَانِ وَاجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ) دیکھو یہاں جھوٹ کو بت کے مقابل رکھا ہے اور حقیقت میں جھوٹ بھی ایک بت ہی ہے ورنہ کیوں سچائی کو چھوڑ کر دوسری طرف جاتا ہے۔ جیسے بت کے نیچے کوئی حقیقت نہیں ہوتی اسی طرح جھوٹ کے نیچے بجز ملمّع سازی کے اور کچھ بھی نہیں ہوتا۔ جھوٹ بولنے والوں کا اعتبار یہاں تک کم ہو جاتا ہے کہ اگر وہ سچ کہیں تب بھی یہی خیال ہوتا ہے کہ اس میں بھی کچھ جھوٹ کی ملاوٹ نہ ہو۔ اگر جھوٹ بولنے والے چاہیں کہ ہمارا جھوٹ کم ہو جائے تو جلدی سے دور نہیں ہوتا۔ مدت تک ریاضت کریں تب جا کر سچ بولنے کی عادت ان کو ہوگی۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 350)

امام الکلام-کلام الامام

وہ آیا منتظر جس کے تھے دن رات
معمہ کھل گیا روشن ہوئی بات
دکھائیں آسماں نے ساری آیات
زمیں نے وقت کی دے دیں شہادات
پھر اس کے بعد کون آئے گا ہیہات
خدا سے کچھ ڈرو چھوڑو معادات
خدا نے اک جہاں کو یہ سنا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کی سالانہ تقریب

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بنفسِ نفیس شمولیت

18 فروری 2012ء تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کی سالانہ تقریب بیت الفتوح کے ناصر ہال میں منعقد ہوئی، جسے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی بنفسِ نفیس شمولیت سے برکت اور رونق بخشی۔ تلاوت قرآنِ کریم مکرم سید نصیر احمد صاحب نے کی۔ جس کے بعد مکرم عطاء المجیب راشد صاحب نے برطانیہ میں 2007 اس ایسوسی ایشن کے قیام سے لیکر اس وقت تک کی کاوشوں اور سرگرمیوں کی مختصر رپورٹ پیش کی۔ آپ نے بتایا کہ تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کو حضور انور کی ہدایات کی روشنی میں کام کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اب تک کالج کے 208 سابق طلباء کے نام رجسٹرڈ ہو چکے ہیں۔ ایسوسی

ایشن کے تحت 17 اجلاسات منعقد ہوئے۔ جن میں پاکستان کے معروف شاعر جناب انور مسعود اور کالج کے سابق طالب علم اور پروفیسر مکرم ڈاکٹر پرواز ی صاحب کے ساتھ دو ادبی تقریبات بھی شامل ہیں۔ ایسوسی ایشن کو کالج کے رسالے ''المنار'' کے احیاء کی بھی توفیق ملی ہے۔ جو ممبران کو ہر ماہ بذریعہ ای میل بھجوایا جاتا ہے۔ حضور انور کے ارشاد کی تعمیل میں ایسوسی ایشن کو پاکستان کے نادار اور مستحق طلباء کی تعلیم کیلئے دو مرتبہ ایک ایک لاکھ روپے پیش کرنے کی توفیق بھی حاصل ہوئی ہے۔ اس نیک کام کو آئندہ مزید آگے بڑھایا جائیگا۔

مکرم صدر صاحب ایسوسی ایشن کی رپورٹ کے بعد حضور انور نے اپنے خطاب میں تعلیم الاسلام کالج کے سنہری دَور اور اس کے ماٹو ''علم وعمل'' کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ کس طرح اس درس گاہ میں تحصیلِ علم کے ساتھ اخلاقی قدروں کی ترویج کی جاتی تھی۔ جن سے نہ صرف کالج کے احمدی طلباء بلکہ وہاں پڑھنے والے غیر احمدی طلباء بھی مستفید ہوا کرتے تھے۔ حضور انور نے اعلیٰ اخلاقی قدروں کے تعلق میں فرمایا کہ اعلیٰ

اخلاقی قدروں کے بغیر علم فائدہ مند نہیں ہوسکتا۔ اگر علم حاصل کر کے انسان میں تکبر پیدا ہو جائے اور وہ اخلاقی قدروں پر عمل کرنے والا نہ ہو تو ایسے علم کا کیا فائدہ ہوگا؟

حضور انور نے توجہ دلائی کہ کالج کے غیر احمدی طلباء کو ڈھونڈ کر ایسوسی ایشن کا حصہ بنانا چاہئے تاکہ ماحول میں مزید وسعت پیدا ہو۔ (حضور انور کے خطاب کا مکمل متن

انشاءاللہ آئندہ شمارے میں پیش کیا جائے گا)

حضور انور کے خطاب اور دعا کے بعد نماز عشاء کی ادائیگی کیلئے وقفہ ہوا۔جس کے بعد

کالج کے سابق طلباء کو حضور انور کے ساتھ عشائیے اور گروپ فوٹوز میں شامل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔

اس تقریب میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے 113 ممبران،سابق طلباء کے 21 بچگان اور خاص طور پر مدعو کئے جانے والے مرکزی عہدیداران اور مہمانان کرام نے بھی شرکت کی۔

تقریب کے آخر میں مکرم زرتشت منیر احمد خان صاحب امیر جماعت ناروے کی صدارت میں آئندہ دوسال کے لئے ایسوسی ایشن کے عہدہ داران کے لئے انتخابات بھی ہوئے۔

مکتوب مبارک
حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیم الاسلام کالج کے سابق طلباء کی ایسوسی ایشن سے اس توقع کا اظہار فرمایا ہوا ہے کہ "اگر ممبران ایک جذبے کے تحت اپنی اس درس گاہ کو سامنے رکھتے ہوئے اپنا حق ادا کرنے کی کوشش کریں تو احمدی بچوں کے لئے آپ بہت کچھ کر سکتے ہیں" حضور انور کے اس ارشاد کی تعمیل میں تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کو 2011 کے اختتام پر مستحق طلباء کے لئے مزید ایک لاکھ روپے پیش کرنے کی توفیق ملی ہے۔اس تعلق میں موصول ہونے والا حضور انور کا مکتوبِ مبارک ممبرانِ ایسوسی ایشن کو ان کی مذکورہ بالا ذمہ داری کی یاددہانی کی غرض سے شائع کیا جا رہا ہے۔

مکرم عطاء المجیب راشد صاحب

صدر تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کی طرف سے پاکستان کے مستحق طلبا کی امداد کیلئے سال 2011 کی دوسری قسط کے طور پر مزید ایک لاکھ روپے کا چیک بھجوایا ہے۔جزاکم اللہ احسن الجزا۔

اللہ تعالیٰ نادار طلبہ کی امداد میں حصہ لینے والے تمام سابق طلباء کے نفوس و اموال اور ایمان و اخلاص میں بہت برکت دے،اپنے بے شمار فضلوں سے نوازے اور اپنی رضا کی راہوں پر قدم آگے بڑھاتے رہنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔

والسلام خاکسار

خلیفۃ المسیح الخامس

شگفتہ تحریریں

ذرا فون کرلوں؟

ابنِ انشاء

جب تک آپ کے گھر میں ٹیلیفون نہ ہو آپ کبھی اندازہ نہیں کر سکتے کہ آپ عوام الناس بالخصوص اپنے محلے والوں میں کتنے مقبول ہیں۔ ہمیں بھی اس کا پتہ اس وقت چلا جب ہم پچھلے دنوں بیمار ہو کر صاحب فراش ہوئے۔

شیخ نبی بخش تاجر چرم ہمارے محلہ دار ہیں۔ ان سے علیک سلیک ہے۔ گاڑھی چھننے والی کوئی بات نہیں۔ ہمیں ان کے حُسن اخلاق کا بھی اندازہ نہ تھا۔ ہمارے بیمار ہونے کے بعد سب سے پہلے وہی تشریف لائے۔ ہماری پٹّی کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئے۔ تعزیت کرنے والوں کا سا منہ بنایا اور پوچھا، کیا شکایت ہے؟

ہم نے کہا ”آپ سے کوئی شکایت نہیں، واللہ نہیں“

فرمانے لگے، ”ارے میاں! ہم بیماری کا پوچھ رہے ہیں۔“

ہم نے بتایا کہ معمولی کھانسی ہے، بخار ہے، بولے، ”اس کو معمولی نہ جانئے گا۔ میری بیوی کے بھانجے کو بھی یہی عارضہ تھا۔ آپ ہی کی عمر کا رہا ہوگا۔ حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا“

”مر گیا؟“ ہم نے بوکھلا کر پوچھا۔

فرمایا ”ہمارے لئے تو مر ہی گیا، سب کچھ چھوڑ چھاڑ کے کینیڈا چلا گیا۔ وہاں سنا ہے شادی کرلی۔ ہمیں تو اب خط بھی نہیں لکھتا“۔

ہم نے حیات تازہ پا کر اطمینان کا سانس لیا۔ کچھ رشک ان کی بیوی کے بھتیجے کی قسمت پر بھی آیا۔ بہرحال ہم نے بزرگ سے کہا ”آپ نے ناحق مزاج پُرسی کیلئے آنے کی زحمت فرمائی۔ بہت بہت شکریہ“۔

اُٹھتے اُٹھتے اتفاق سے اُن کی نظر فون پر پڑگئی۔ بولے اپنی دُکان پر فون کرلوں؟ جو شخص اتنی محبت سے حال پوچھنے آئے۔ اُس سے کیا دریغ ہوسکتا ہے۔ ہم نے کہا شوق سے کیجئے۔

وہ گئے ہی ہوں گے کہ ریٹائرڈ تھانیدار اور حال ٹھیکیدار میر باقر علی سندر یلوی لٹھیا ٹیکتے آئے۔ بولے سنا تھا ”آپ کے دُشمنوں کی طبیعت ناساز ہے“۔

”ہمارے دشمنوں کی تو نہیں۔ ہمیں ضرور کھانسی بخار ہے۔“ ”کچھ دوا دارو کرو۔ احتیاط رکھو۔ تم جیسا ادیب اور انشاء پرداز کم از کم ہمارے محلے میں تو کوئی اور نہ ہوگا۔ اگر خدانخواستہ، قضا وقدر کے کان بہرے کوئی ہرج مرج ہوگیا تو ادب کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ جائے گا“۔

انہوں نے کچھ کہا۔ ہم اپنی وحشت میں کچھ اور سمجھے۔ چنانچہ بہ آوازِ بلند عرض کیا ”قبلہ یہ سن کر افسوس ہوا کہ آپ کے کان بہرے ہو رہے ہیں۔ ان میں باقاعدہ چنبیلی کا تیل گرم کر کے ڈالا کیجئے۔ اب رہا نقصان، سو ٹھیکیداری میں نفع نقصان تو ہوتا ہی ہے“۔

اس پر ہمارے ایک دوست نے جو ہمارے پاس بیٹھے تھے ہمیں جھنجھوڑا اور میر صاحب سے معذرت کی کہ ”معاف کیجئے۔ یہ شخص یونہی بہکی بہکی باتیں کیا کرتا ہے۔ آپ کی مزاج پرسی کا شکریہ“۔

اس پر انہوں نے فرمایا کہ مزاج پرسی تو میرا بحیثیت مسلمان اور ہم محلہ ہونے کے عین فرض تھا۔ اس میں زحمت کی کوئی بات نہیں۔ پھر اُٹھتے اُٹھتے بولے ”میرا لڑکا نالائق صبح سے بھٹے پر گیا ہوا ہے۔ میں یہاں اینٹوں کے ٹرک کا انتظار کر رہا ہوں۔ اجازت ہو تو اُسے فون کرلوں“۔

شوق سے کیجئے۔ ہم نے کہا آپ ہی کا فون ہے۔

اس کے بعد پروفیسر ک. بخش کے آنے کی اطلاع ہوئی۔ ان کے نام نامی سے کون واقف نہیں۔ سعید منزل کے سامنے بیٹھتے ہیں اور قسمت کا حال بتاتے ہیں۔ مقدمہ، بیماری، روزگار ہر مسئلے پر اُن کا مشورہ مفید رہتا ہے۔ لاعلاج بیماریوں کے مایوس مریضوں کا علاج بھی کرتے ہیں۔ نام کریم بخش اور پروفیسر بننے سے پہلے ہمارے ایک عزیز کے ہاں خانساماں تھے۔ ان کی راہ و رسم ہم سے اُنہی دنوں سے ہے۔ آئے، بیٹھے، ہمارا حال پوچھا۔ پھر ہمارے ڈاکٹر کا نام و پتہ دریافت کیا۔ پھر ڈاکٹروں اور ڈاکٹری طریقہ علاج کے متعلق کچھ چار حرفی ناقابل طباعت کلمات ارشاد فرمائے۔ اس کے بعد تشخیص کی اور کہا کہ تمہارے جسم میں شکر کی کمی ہے۔ اور گلا خراب ہے۔ اپنے مجربات میں سے بھی ایک چیز بھیجنے کا وعدہ کیا جو مینڈک کی چربی، گندھک اور لال ٹڈے کے انڈوں سے بنتی ہے اور اُلو کے مغز کے ساتھ نہار مُنہ کھانی پڑتی ہے۔ یہ بھی اُٹھتے ہوئے ٹیلی فون پر ایک جگہ آرڈر دے گئے کہ آدھا سیر گھیکوار اور دو نیولے مجھے کل میرے فٹ پاتھ پر بھجوا دیئے جائیں۔

ہم تو لوگوں کے اخلاق کریمانہ کے ممنون ہوتے رہ گئے۔ ہمارے بھائی نے ہمارے نہ نہ کرتے ہوئے بھی کمرے میں نوٹس لگا دیا کہ جو صاحبان مزاج پُرسی کو آئیں وہ فون کو ہاتھ نہ لگائیں اور جو فون کرنے آئیں وہ مزاج نہ دریافت کریں۔

ہم ملازمت پیشہ آدمی ہیں۔ رات کے وقت گھر پر ہوتے ہیں، خدا جانے لوگوں کو کیسے گمان ہوگیا کہ ہم نے میٹرنٹی ہوم کھول رکھا ہے۔ حالانکہ ہمیں پچھلے دنوں محکمہ فیملی پلاننگ نے سند خوشنودی عطا کی ہے کہ لوگ تو بچوں کے معاملے میں احتیاط برتتے ہیں۔ آپ ان سے بھی زیادہ دُوراندیش ہیں۔ بہرحال دن میں چار چھ فون ضرور اس قسم کے آتے ہیں۔

”ذرا میری بیگم کو بلا دیجئے“۔

”میرے ہاں لڑکا ہوا یا لڑکی، اتنی دیر کیوں ہورہی ہے؟“

”ذرا ایمبولینس بھیج دیجئے۔ جلدی کیجئے۔ میں سیٹھ بھولو بھائی مٹی کے تیل والا کھارادر سے بول رہا ہوں“

اگر کہیں کہ ایمبولینس ہمارے پاس نہیں اور نہ ہمیں آپ کی بیگم صاحبہ سے

تعارف ہے نہ ہم آپ کی اولادِ نرینہ و مادینہ میں اضافے کے مشتاق ہیں تو جواب ملتا ہے ”یہ کیسا میٹرنٹی ہوم کھول رکھا ہے آپ نے، میٹرنٹی ہوم ہے یا یتیم خانہ؟“

کئی بار جی چاہا ان سے کہیں کہ آپ کے بچوں کی رعایت سے اس کے یتیم خانہ ہونے میں آپ ہی کا نقصان ہے، لیکن پھر مختصر عرض کرتے ہیں کہ جی میٹرنٹی ہوم نہیں، ایک یکہ وتنہا آدمی کا گھر ہے۔ اگرچہ کراچی کی شرح پیدائش دیکھنے کے بعد جی ہمارا یہی چاہتا ہے کہ کاش یہ ہمارا گھر نہ ہوتا، میٹرنٹی ہوم ہوتا۔ جس جگہ کیلئے یہ فون کئے جاتے ہیں۔ اس کے اور ہمارے فون نمبر میں فقط ایک عدد کا فرق ہے۔

یہی نہیں، ایک حلوہ مرچنٹ کا نمبر بھی کچھ ایسا ہی ہے۔ ہمیں اکثر فرمائشیں اس قسم کی آتی ہیں کہ پندرہ سیر لڈو بھیج دیجئے اور ایک ٹوکرا بالوشاہیوں کا بھی۔ اصلی گھی کا۔ پہلے کی طرح چربی میں تل کے نہ بھیج دیجئے گا۔ ایک بار ان حلوہ مرچنٹ صاحب سے ہماری ملاقات بھی ہوئی۔ انہوں نے بتایا کہ اکثر مشاعروں کیلئے غزلوں کی فرمائش ان سے کی جاتی ہے اور رسالے والے تو ہمیشہ سر پر سوار رہتے ہیں کہ آپ کی نگارشات کا انتظار ہے۔ سالنامہ نکل رہا ہے، جلدی کیجئے۔

بعض لوگ صبر والے ہوتے ہیں، ہمیں ”سوری، رانگ نمبر“ کہنے کی مہلت مل جاتی ہے۔ لیکن بعضوں کو جلدی ہوتی ہے۔ ایسے ہی ایک صاحب کا کل فون آیا۔

”لکھئے، چار چھولداریاں“

ہم نے عرض کیا ”معاف فرمایئے ......“

بات کاٹ کر بولے ”باتوں کا وقت نہیں، لکھتے جایئے، بارہ ڈنر سیٹ اچھے ہوں، پہلے جیسے پھٹیچر نہ ہوں۔“

ہم نے پھر کھنکار کر کہا ”جی! سنیئے تو......“

دُرشتی سے بولے ”چار چاندنیاں بھی ڈال دیجئے۔ صاف ہوں، سالن گری نہیں چاہئے، ہمارا پیسہ حلال کا پیسہ ہے.....“

ہم نے پھر کچھ کہنا چاہا، لیکن ...... لیکن اُدھر سے حکم ہوا کہ پہلے ان کی فرمائش نوٹ کی جائے، پھر بات کی جائے۔

”اٹھارہ ڈونگے، بہتر پلیٹیں، پانچ لالٹینیں، ڈیڑھ سو چمچے، دس جگ ......“

ہم سب لکھتے گئے، جب وہ ذرا دم لینے کو رُکے تو ہم نے عرض کی ”قبلہ۔ ہم فقیر آدمی ہیں، ہم اتنی ساری چیزیں، یہ خس خانہ برفاب کہاں سے لائیں گے؟“

اُدھر سے سوال ہوا ”آپ حاجی چراغ دین اینڈ سنز نہیں کیا؟“

ہم نے کہا ”جی نہیں۔ کاش ہوتے۔“

بھڑک کر بولے ”آپ نے پہلے کیوں نہ کہا۔ اچھے آدمی ہیں آپ۔“

(ابن انشاء کی تصنیف ”خمار گندم“ سے لیا گیا ایک مضمون)

المنارنامہ

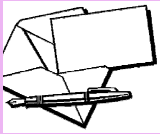

❁ المنار باقاعدگی سے مل رہا ہے۔ پڑھ کر لگتا ہے کہ عمرِ رفتہ لوٹ آئی ہے۔

(منوّر احمد نمی۔ گلاسگو)

❁ رسالہ المنار دوسرے سال میں داخل ہو گیا ہے اور الحمدللہ مسلسل بہتری کی طرف گامزن ہے۔ چھوٹے چھوٹے واقعات اور چٹکلے اس کی رونق میں اضافہ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے اسی طرح سنجیدہ اور ہنستا کھیلتا رکھے۔ سب ادارت کو سلام

(عبدالسمیع خان۔ ایڈیٹر روزنامہ الفضل۔ ربوہ)

❁ کالج کے ایک پرانے غیر احمدی طالب علم ایم ڈی شیخ صاحب (آف برمنگھم) نے فرمایا تھا وہ جی پی ہیں۔ ان کا پتہ برمنگھم کے دوستوں سے مل سکتا ہے۔ ان سے مزید غیر از جماعت طلباء کا پتہ بھی ملنے کی توقع ہوسکتی ہے۔ (پرویز پروازی۔ کینیڈا)

❁ فروری کے شمارے میں اپنے دادا مولانا عبدالمجید سالک صاحب کا دلچسپ لطیفہ پسند آیا۔ مولانا آزاد کے نام جوش ملیح آبادی کے فی البدیہہ شعر میں محسوس ہوتا ہے کہ لفظ "اور" لکھنے سے رہ گیا ہے۔ وزن کے لحاظ سے اسے "نا مناسب ہے خون کھولانا۔ پھر کسی اور وقت مولانا" ہونا چاہئے۔ (فاروق محمود۔ لندن)

❁ اگرچہ تعلیم الاسلام کالج کا طالب علم تو نہیں، مگر المنار ضرور پڑھتا ہوں۔ اچھا خوبصورت رسالہ ہے۔ جسے قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ (شاہد محمود۔ کیلگری۔ کینیڈا)

❁ اتنا دلچسپ رسالہ اور صفحات صرف آٹھ۔ پورا مہینہ اس کا انتظار رہتا ہے۔ پڑھنے لگیں تو جلدی سے ختم ہو جاتا ہے۔ صفحات بڑھانے کی ضرورت ہے۔

(شمیم احمد غوری۔ قادیان)

❁ المنار کو دیکھ کر خوشی ہوئی۔ مضامین کا دلچسپ مجموعہ پڑھنے کو ملتا ہے۔

(نوید احمد فضل۔ مربی سلسلہ قادیان)

❁ المنار ماشاءاللہ ہر ماہ بڑی باقاعدگی سے بروقت مل رہا ہے۔ اللہ اس باقاعدگی کو قائم رکھے۔ (نعمان محمود۔ لندن)

❁ اردو تقریر کے مقابلے میں ٹرافی لینے والے میرے ساتھی (حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے پوتے) عبداللہ عثمان عمر صاحب کا نام فروری کے المنار میں عبداللہ ہارون لکھا گیا ہے۔ نیز حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحبؓ کے ہاتھ سے ٹرافی کوئٹہ میں نہیں بلکہ تعلیم الاسلام کالج میں ملی تھی۔ براہ کرم اس کی تصحیح کروادیں۔

(مُطیع اللہ درد)

جناب حسن دین رُہتاسی صاحب

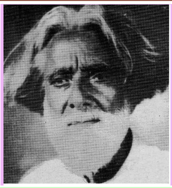

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 20 جون 2009 میں مزاح کے نامور احمدی شاعر حسن رہتاسی کی شاعری اور حالات کے حوالہ سے جناب ابن آدم کا ایک مضمون (مرسلہ: سید رضا احمد صاحب) شامل اشاعت ہے۔

’’حسن رہتاسی‘‘ کے والد حضرت منشی گلاب دین صاحب رہتاسی قبول احمدیت سے قبل اہل تشیع تھے اور علاقہ کے مشہور واعظ و ذاکر تھے۔ آپ نے رہتاس میں لڑکوں کے لئے پہلا مڈل سکول بھی قائم کیا۔ 1892 میں احمدیت قبول کی۔ کچھ عرصہ بعد قادیان تشریف لائے اور جلسہ سالانہ میں بھی شرکت کی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ’’آئینہ کمالات اسلام‘‘ میں شاملین جلسہ میں بیالیسویں نمبر پر ان کا نام درج فرمایا۔ اور اپنی کتاب ’’انجام آتھم‘‘ میں درج 313 صحابہ کی فہرست میں ان کا نام 34ویں نمبر پر درج ہے۔ حضورؑ نے اپنی کتاب ’’سراج منیر‘‘ کے آخر میں حضرت منشی صاحبؓ کی ایک نظم شامل کر کے آپؓ کو حیات دوام بخش دی۔ اس نظم کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

اللہ اللہ چودھویں صدی کا جاہ و جلال	رحمت حق سے ملا اسے کیا فضل و کمال
خضر کے پیچھے چلے جاؤ عقیدت سے گلابؔ	خیر و خوبی سے اگر چاہتے ہو تم حال و قال

حضرت منشی صاحبؓ نے 23 نومبر 1920 کو وفات پائی اور قلعہ رہتاس کے باہر دروازہ خواص خانی کے قریب مدفون ہیں۔ آپؓ موصی تھے۔ آپؓ کا ذکر قبل ازیں 11 اکتوبر 2002ء کے ’’الفضل ڈائجسٹ‘‘ کی زینت بن چکا ہے۔

حضرت منشی حسن دین صاحبؓ رہتاس کی پیدائش اور ابتدائی حالات کے بارہ میں زیادہ معلومات نہیں ہیں۔ البتہ آپ نے 1896 میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی اور خود کو ’’شاعر دارالاماں‘‘ کہا کرتے تھے۔ برصغیر کے قریباً تمام مشہور شہروں کی سیاحت کی لیکن گھوم پھر کر آخر قادیان آجاتے۔ اس بارہ میں کہتے ہیں:

قادیان! ہم عمر قیدی ہیں ترے	دھوپ میں اپنی کٹے یا چھاؤں میں
ہتھکڑی تیری کشش کی ہاتھ میں	اور زنجیر محبت پاؤں میں
عظمت دارالاماں اور شوکتِ فضل عمر	یا حسنؔ سے یا کسی ایسے ہی دیوانے سے پوچھ

✿ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ آپؓ کا تذکرہ یوں فرماتے ہیں: ’’بہت زندہ کلام تھا اُن کا۔ جماعت کے پہلے ہجو گو شاعر تھے۔ وہ جس کی ہجو لکھتے اس کا حلیہ بگاڑ کے رکھ دیتے تھے۔

✿ ایک دفعہ حسن رہتاسیؔ نظارت امور عامہ سے ناراض ہوئے۔ اس وقت میرے ماموں سید ولی اللہ شاہ صاحب ناظر امور عامہ تھے ان کے بعد خان صاحب فرزند علی خاں صاحب آئے۔ امور عامہ کے فیصلے کسی ذاتی عناد کی بنا پر تو ہوتے نہیں تھے ان کے فیصلے تو خدا کے فضل و کرم سے تقویٰ پر مبنی ہوتے تھے۔ انہوں نے تنگ آ کر دونوں پر یہ شعر کہا:

ہوئے ابن علی رخصت تو فرزند علی آئے	ہمارے واسطے سارے ولی ابنِ ولی آئے

✿ دونوں مصرعوں میں بڑا شاندار اندرونی جوڑ ہے، کیسی سلامت ہے دونوں کا کس طرح استعمال کیا ہے۔ اگرچہ محل بڑا خطرناک تھا مگر کلام کا حسن بڑا نمایاں ہے۔

✿ حسن نے مذکورہ بالا موقعہ پر جو بند کہا وہ یہ ہے:

جو زین العابدین نکلے تو فرزند علی آئے	ولی وہ بھی تو کامل تھے مگر یہ بھی ولی آئے
ان عالیجاہ امیروں کی وجاہت کے تو کیا کہنے	سر آنکھوں پر بٹھاتے ہیں جو اُن کا اردلی آئے

✿ حسن رہتاسی مزاحیہ شعراء کے سرخیل اور ہجو گوئی میں لاجواب تھے لیکن ان کی ہجو بازاری اور عامیانہ نہیں بلکہ ادبی شہ پارے ہیں جنہیں سن کر مخاطب بھی لطف اندوز ہوتا۔ شعراء نوابوں اور رئیسوں سے اکثر ملنے جایا کرتے تھے۔ حضرت چودھری سر ظفر اللہ خانؓ سے حسن رہتاسیؓ کی ملاقات بھی اسی نوعیت کی ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ وہ ملنے گئے تو چوہدری صاحب بیمار تھے۔ انہوں نے کاغذ کے ٹکڑے پر لکھ بھیجا کہ دردِ سر لاحق ہے، اس لئے ملنے سے معذور ہوں۔ حسن رہتاسی نے اسی کاغذ پر شعر لکھ کر اندر بھجوا دیا:

آپ ہیں ’سر‘ میں سراپا دردِ سر	درد سر کو چھوڑ کر جائے کدھر

یہ دلچسپ اور برجستہ شعر سن کر چوہدری صاحب اپنی تکلیف بھول گئے اور ملاقات کے لئے بلا لیا۔

✿ ایک مرتبہ حسنؓ نے ڈلہوزی کا سفر اختیار کیا۔ دنیا نگر میں ایک حکیم کے بورڈ پر نظر پڑی ’’مقبول طب‘‘۔ حکیم صاحب نے حسنؔ کے مہندی لگے سر اور داڑھی کو دیکھا اور کہا: ’’اس بڈھے کو دیکھو! اس کے سر اور داڑھی کو آگ لگی ہوئی ہے‘‘، حکیم صاحب کے اس دلچسپ تبصرے کی بازگشت حسن کے کانوں سے ٹکرائی تو انہوں نے ایک کوئلہ سے قریبی کھمبے پر یہ شعر لکھ دیا:

شاذ و نادر ہی کبھی دیکھے گی چشم بدنصیب	ایسی ’نامقبول طب‘ اور ایسا نالائق طبیب

حسنؓ یہ شعر لکھ کر ڈلہوزی چلے گئے۔ جب حکیم صاحب نے یہ شعر پڑھا تو سر پیٹ لیا۔ اتفاق تھا کہ چند روز بعد حسنؓ دوبارہ دنیا نگر آئے اور حکیم صاحب کی دکان کے سامنے سے گزرے۔ حکیم صاحب نے آپؓ کو دیکھا تو تیزی سے لپکے اور آپؓ کے گھٹنے پکڑ لئے اور انتہائی لجاجت سے معافی مانگی اور پھر منت سماجت کر کے دکان میں لائے اور خوب خاطر تواضع کی۔

حسنؓ کو کسی نے دعوت ولیمہ پر مدعو کیا۔ لیکن وہاں ان کا لباس دیکھ کر کسی نے خاطر نہ کی۔ ایک منتظم نے اتنی مہربانی کی کہ پلیٹ میں چاول ڈال کر اس کے اوپر ایک بوٹی رکھ دی۔ حسن نے چاول کھائے اور کہا:

ہم گئے کھانے بیاہ کی روٹی	سر پہ ٹوپی تھی ہاتھ میں سوٹی
چند چاول تھے جن کی چوٹی پر	وحدہٗ لا شریک تھی بوٹی

✿ ایک جلسہ کے اختتام پر حسنؔ نے فرمائش پر یہ فی البدیہ شعر سنائے:

مجھ کو اخیر وقت دیا نظم کیلئے	شایاں نہ تھا ضرور میں اس بزم کیلئے
ناراض ہوں نہ آپ تو اتنا میں پوچھ لوں	ملاں تھا میں کہ مجھ کو رکھا ختم کیلئے

✿ ایک مرتبہ یونیورسٹی ہال لاہور میں، سر عبدالقادر کی صدارت میں مشاعرہ ہو رہا تھا۔ مشاہیر شعراء میں سے کوئی بھی اپنا رنگ نہ جما سکا۔ سر عبدالقادر نے حسن کو بلایا تو آپؓ نے فی البدیہہ یہ قطعہ پڑھا:

کچھ تو اس بزم میں ہیں شائق اقبال	اور کچھ طالب حقیقت حال
میچ کو آئی شاعروں کی ٹیم	مجھ کو پھینکا گیا ٹرائی بال

✿ حسنؔ رہتاسی کو نعت گوئی میں کمال حاصل تھا۔ آپؓ کی نعت کا نمونہ پیش ہے:

سرِ عرشِ بریں جونہی شہ ہر دو سرا پہنچے	فضا گونجی خدا کے پاس محبوب خدا پہنچے
ملائک حور و غلماں وجد میں ایسے ہوئے بے خود	اچھلتے، کودتے، پڑھتے ہوئے صلِّ علیٰ پہنچے
مقام ارفع و اعلیٰ پہ اکثر انبیاء پہنچے	نہ پہنچا کوئی اس حد تک جہاں خیر الوریٰ پہنچے
سرِ مینا بصد مشکل پہنچ کر تھک گئے موسیٰؑ	ہر عرش عُلا لیکن محمد مصطفیٰ پہنچے
جہاں وہم ملائک نے گمانِ انبیا پہنچے	وہاں برقِ جہاں بن کر براقِ مصطفیٰ پہنچے
جہاں غلمانِ احمدؐ کی نگاہِ دلربا پہنچے	دم عیسیٰؑ وہاں پہنچے نہ موسیٰؑ کا عصا پہنچے

✿ قادیان میں ایک زمانہ میں مشاعروں کا سلسلہ چل نکلا تھا جن کی روحِ رواں حضرت ذوالفقار علی خان صاحب گوہر ہوتے تھے۔ایک بار مصرع طرح یہ تھا:

ایسی ہوا ہو، ایسی فضا ہو

✿ صدر مشاعرہ خان صاحب نے آخر میں اپنا کلام سنایا۔اُن کی آواز بڑی گرجدار تھی۔مطلع پڑھا:

پھول کھلے ہوں، بادِ صبا ہو	ایسی ہوا ہو، ایسی فضا ہو

یہ مطلع اس زور وشور سے پڑھا گیا کہ حسنؔ کھڑے ہوئے اور اظہار معذرت کے بعد کہنے لگے:

" سامعین! میں اپنی نظم تو پڑھ چکا مگر صدر مجلس نے جس انداز سے مطلع پڑھا ہے اس پر ایک شعر ہو گیا ہے"۔ ہر طرف سے آواز آئی 'ارشاد ارشاد!!' حسنؔ نے کہا:

پھر دیکھئے کیسا حشر بپا ہو	اُن کی گلی ہو اُن کا گلا ہو

✿ مرزا گل محمد صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے چچا مرزا نظام الدین کے بیٹے تھے اور انتہائی شریف النفس انسان تھے۔یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہدایت بخشی اور احمدیت قبول کر لی۔حضورؑ کو الہاماً بتایا گیا تھا کہ" ہر ایک شاخ تیرے جدی بھائیوں کی کاٹ دی جائے گی"۔ابھی مرزا گل محمد صاحب نے بیعت نہ کی تھی اور نہ ہی آپ صاحب اولاد تھے کہ شاید اسی الہام کے پیش نظر مرزا نظام الدین کے متعلق جو حضرت اقدسؑ کے شدید مخالف تھے حسنؔ نے ہجو لکھی کہ:

ہر سمت قادیان میں برپا ہے شور وغل	مرزا نظام دین کے گھر کا چراغ گل

کچھ عرصہ بعد جب مرزا گل محمد صاحب نے احمدیت قبول کی اور حضرت مسیح موعودؑ کے روحانی فرزند بن گئے اور صاحب اولاد بھی ہو گئے۔تب حسنؔ صاحب نے اپنے شعر میں یوں ترمیم کی:

میری دعا یہی ہے حسنؔ حشر تک نہ ہو	مرزا نظام دیں کے گھر کا چراغ گل

ایک مرتبہ مرزا گل محمد صاحب کار میں بیٹھے ساتھیوں کے ساتھ شکار کو جا رہے تھے۔حسنؔ نے دیکھا تو کہا:

جا رہے ہیں کار میں بہر شکار	گُل ہے ان میں ایک باقی ہیں خار

یہ برجستہ اور برمحل شعر سن کر مرزا گل محمد صاحب نے حسنؔ صاحب کو بطور انعام پانچ روپے دیئے۔

✿ حسنؔ رہتاسی قادیان میں اپنی آمد کا اشارہ مسجد اقصیٰ کے بلیک بورڈ پر کچھ لکھ کر یا احمدیہ چوک میں بیٹھ کر دیتے۔قادیان کی پاکیزہ ثقافت میں آپؓ چلتی پھرتی 'بزم مشاعرہ' تھے۔ایک بار مسجد کے بلیک بورڈ پر لکھا:

اے نمازی! نماز کھیل نہیں	پھلے بن آپ یہ وہ بیل نہیں
یہ روکھے سوکھے ترے رکوع و سجود	یہ وہ تل ہیں کہ جن میں تیل نہیں

✿ حسنؔ نے ایک مرتبہ ایک تولیہ خریدا۔ابھی استعمال کا حق بھی ادا نہ ہوا تھا کہ تولیہ لاپتہ ہو گیا۔آپؓ نے تولئے کا مرثیہ لکھ کر اپنا یہ غم ہلکا کیا۔جب یہ نظم شائع ہوئی تو کئی مداحوں نے آپؓ کو تولیے ارسال کئے۔

تحفہ توران میرا تولیہ	شاہوں کے شایان میرا تولیہ
کون تھا کیا جانے لے کر چل دیا	جان نہ پہچان میرا تولیہ

✿ حسنؔ مرحوم جہلم کے" محلہ ملاحاں" میں رہتے تھے۔ایک دن گوشت خریدنے گئے اور اپنی پسند کا گوشت طلب کیا تو قصاب کہنے لگا کہ وہ حصہ تو بک چکا، آپ بند لے جائیں۔آپؓ بند گوشت پسند نہ کرتے تھے، اسلئے انہوں نے دکان چھوڑ دی۔مگر اس" بند" نے تخیل کے کئی دروازے کھول دیئے۔چنانچہ یہ شاہکار نظم معرض وجود میں آئی جس کا ردیف" بند" ہے اور سلسلہ کے لٹریچر میں یہ ایک بے نظیر نظم ہے۔چند اشعار ملاحظہ ہوں:

دریا ہی نہیں کرتے ہیں کوزہ میں جری بند	گر چاہیں تو کر سکتے ہیں شیشہ میں پری بند
جو بند کیا حق نے اسے کھول دیا	نے شرک خفی بند ہے نے شرک جلی بند
ان سادہ مزاجوں سے کوئی اتنا تو پوچھے	فیضان خدا وند بھی ہوتے ہیں کبھی بند
کیوں کوثرِ نبویؐ میں ہوا بند تموج	جب تشنہ لبوں کی ہی نہیں تشنہ لبی بند
کیوں مصطفویؐ فیض کو آپ ہیں کرتے	اب تک نہیں دنیا میں اگر بو لہبی بند
جس راہ سے ملتا ہے حسنؔ آخری انعام	یہ لوگ اسے کرتے ہیں اللہ غنی بند

✿ سرگودھا میں ڈپٹی کمشنر کی زیر صدارت ایک مشاعرے کا اہتمام کیا گیا۔سامعین سے بھرا ہال کسی شاعر کو قبول نہیں کر رہا تھا۔حسنؔ وہاں بن بلائے پہنچے تھے اور آپؓ نے منتظمین سے کہا کہ آپؓ کو موقع دیں۔چنانچہ سٹیج سیکرٹری نے اعلان کیا" سامعین! ایک بابا جی جو اس مشاعرے میں مدعو نہیں ہیں، اُن کی ضد ہے کہ میں کلام پڑھوں گا اور ساتھ یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ سامعین مجھے ضرور سنیں گے"۔جس ہیئت کذائی کے ساتھ بابا جی نے سٹیج پر قدم رکھا وہ بہت مضحکہ خیز تھا۔ہوٹنگ نے ایک نیا انداز اختیار کر لیا۔حسنؔ رہتاسی نے کہا:" پہلے آپ ایک قطعہ سن لیں، پھر جتنا چاہیں شور مچالیں" اور کہا:

بڑھے ہیں جانب محفل قدم اُٹھائے ہوئے	ہم اپنے پیٹ کی خاطر ہیں آپ آئے ہوئے
وہ اور تھے جو یہ کہتے تھے اگلے وقتوں میں	خدا کے گھر بھی نہ جائیں گے بن بلائے ہوئے

✿ حسنؔ کے پاس کوئی بیاض تو ہوتی نہیں تھی انہوں نے اپنے حافظہ کے زور پر درجنوں قہقہہ آور قطعے سنائے اور خوب داد سمیٹی اور آخر میں اپنی مشہور نظم" ٹکیہ صابن کی" سنا کر مشاعرہ لوٹ لیا۔ڈپٹی کمشنر سرگودھا نے خوش ہو کر اپنی جیب خاص سے حسنؔ کو 50 روپیہ انعام دیا جو ایک بہت بڑی رقم تھی۔

✿ حسنؔ اپنی منظوم خودنوشت میں فرماتے ہیں:

نحیف و ناتواں لاغر بدن معلوم ہوتا ہے	اسیر پنجۂ رنج و محن معلوم ہوتا ہے
کبھی آوارہ گردی سے کبھی سحر انوردی سے	بروزِ قیس، ظلِ کوہکن معلوم ہوتا ہے
زبان حال سے کہتی ہے اس کے تن کی عریانی	کوئی نادار محتاج کفن معلوم ہوتا ہے
اگرچہ تلخ گوئی میں جواب اپنا نہیں رکھتا	مگر اسٹیج پر شیریں سخن معلوم ہوتا ہے
بتوں سے اس کو نفرت ہے کہ ہے محمود کا خادم	عقیدت اور عمل سے بت شکن معلوم ہوتا ہے
خدا کی شان جو گھر کل گلابستان تھا وہ بھی	خزاں کے ہاتھ سے اجڑا چمن معلوم ہوتا ہے
سنی جب داستانِ غم تو نکتہ رس پکار اُٹھے	ستم جس پر یہ ٹوٹے ہیں حسنؔ معلوم ہوتا ہے

✿ ایک موقعہ پر اپنے اوقات کا نقشہ اِن الفاظ میں کھینچا:

کچھ تو جوش شباب میں گزری	کچھ حساب و کتاب میں گزری
عہد طفلی سے بے خبر ہیں ہم	باقی ماندہ خطاب میں گزری

✿ ایک مرتبہ حسرت سے دعا کی

بن مانگے حسنؔ کو جو دیا تو نے بڑھاپا	اب مانگے سے تھوڑی سی جوانی بھی عطا کر

✿ حسنؔ رہتاسی لائلپور (فیصل آباد) میں آوارہ ہوئے اور مسجد میں ڈیرہ جما لیا۔یہاں دو ماہ رہے۔یہیں بیمار ہوئے اور 10 مارچ 1951 کو وفات پائی۔وفات سے پہلے کسی نے ان سے پوچھا کہ آج کل کہاں رہائش ہے تو کہنے لگے:

نہ ابا کے نہ دادا کے نہ اپنے گھر میں رہتا ہوں	چھٹا ہے جب سے اپنا گھر خدا کے گھر میں رہتا ہوں

جناب حسنؔ رہتاسی کو ایک مقامی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔

یادوں کے دریچے

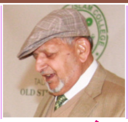

شیخ رشید احمد

سول ڈیفنس ٹریننگ کورس

پاکستان بننے کے بعد ابتدائی سال بہت کٹھن تھے۔وسائل کی عدم دستیابی کیساتھ ملک کا نظام چلانے کے لئے تربیت یافتہ افراد کی بھی سخت کمی تھی۔چنانچہ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے طلباء کو بھی مختلف کاموں کی تربیت دی جاتی تھی۔مجھے یاد ہے کہ ہمارے کالج کے اکثر طلباء نے سول ڈیفنس کی ٹریننگ حاصل کی تھی۔پولیس آفیسر کی نگرانی میں ہم رائفلوں کے ساتھ پریڈ کرتے ہوئے ہم مال روڈ اور گول باغ سے ہوتے ہوئے قریباً 4 میل کا راؤنڈ لگایا کرتے تھے۔فائرنگ رینج پر بھی لیجایا جاتا۔

اس کے علاوہ ہمارے کالج کے متعدد طلباء آفیسر ٹریننگ کور کے کورسز میں شامل ہوئے۔جن میں سے بعض کو بعد میں آرمی جائن کرکے ملک کی خدمت کا موقع ملا۔اسی طرح ہمارے کالج کے بہت سے طلباء نے کشمیر کے دفاع اور آزادی کے لئے آزاد کشمیر بٹالین کی فرقان فورس میں شامل ہوکر بھی محاذِ جنگ پر خدمات سرانجام دیں۔جن میں میرے کالج کے دوست مکرم لطف الرحمن شاکر مرحوم بھی شامل تھے۔

کشتی رانی اور تیراکی کے کلب

کالج کی اپنی کشتیاں ہوا کرتی تھیں اور طلباء ملاح کو اپنا پاس دکھا کر کشتی حاصل کرتے تھے۔میں بھی اپنے ساتھی طلباء کو ساتھ لیکر اکثر دریائے راوی پر جایا کرتا تھا۔بلکہ چاندنی راتوں میں اکیلا بھی چلا جایا کرتا تھا۔روئنگ میں تو ہمارا کالج یونیورسٹی کا چیمپیئن بھی تھا۔

Swimming Club کے پریذیڈنٹ برادرم مصلح الدین بنگالی اور میں سیکرٹری تھا۔اُن کا شمار انڈیا کے بہترین تیراکوں میں ہوتا تھا۔انہوں نے کئی مقابلوں میں انعامات جیتے۔

دریائے چناب کی ایک سہانی سہ پہر

پروفیسر محمد شریف خان

ہمالیہ کی بلندیوں سے اتر کر کشمیر اور پنجاب کے سینے کو چیرتا ہوا دریائے چناب صدیوں سے کھیتوں اور کھلیانوں کو سیراب کرتا چلا آرہا ہے۔تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے بمشکل دو میل کے فاصلے پر بہنے والا یہ دریا موسمِ گرما میں کالج کے طلبہ کے لئے ایک نعمتِ غیر مترقبہ سے کم نہ تھا۔کالج کی ہر سوسائٹی کی کوشش ہوتی کہ اس کا اجلاس اسی دریا کے کنارے ٹھنڈی ہوا اور خوشگوار فضا میں منعقد ہو۔میرے کالج کے زمانے کے دوست مُطیع اللہ خان اور میں اکثر مل کر کالج کے زمانے کی یادیں تازہ کیا کرتے تھے۔ایک دن انہوں نے 2 یادگار تصویریں مجھے تحفے میں دیں۔جس نے 1958 کی ایک سہانی سہ پہر کی یاد کو میرے ذہن میں جھنجھنا دیا۔یہ تصویر ایک مزاحیہ خاکہ پیش کرنے کے دوران لی گئی تھی۔اس خاکے کا مرکزی خیال سوہنی کا کچے گھڑے کی مدد سے دریا عبور کرتے ہوئے ڈوب جانا اور اس کے بعد گاؤں کے نمبردار کی کمہاروں سے گھڑوں کی مضبوطی کے بارے میں پوچھ گچھ کی دلچسپ گفتگو پر مشتمل تھا۔

مجلس انتظامیہ

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت نئی (دو سالہ) ٹرم (2012 تا 2013) کے لئے درج ذیل مجلس انتظامیہ کی منظوری عطا فرمائی ہے۔اللہ تعالیٰ سب کو احسن رنگ میں خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

(1) صدر	مکرم عطاء المجیب راشد صاحب
(2) نائب صدر	مکرم ناصر جاوید خان صاحب
(3) جنرل سیکرٹری	مکرم رفیق اختر روزی صاحب
(4) نائب جنرل سیکرٹری	مکرم عطاء القادر طاہر صاحب
(5) سیکرٹری تجنید	مکرم مرزا حفیظ احمد صاحب
(6) نائب سیکرٹری تجنید	مکرم باسط ملک صاحب
(7) سیکرٹری مال	مکرم سیّد حسن خان صاحب
(8) ایڈیشنل سیکرٹری مال	مکرم رانا عرفان شہزاد خان صاحب
(9) نائب سیکرٹری مال	مکرم منصور احمد قمر صاحب
(10) سیکرٹری اشاعت	مکرم مبارک احمد صدیقی صاحب
(11) نائب سیکرٹری اشاعت	مکرم شمس الحق صاحب
(12) سیکرٹری تقریبات وضیافت	مکرم ظہیر احمد جتوئی صاحب
(13) نائب سیکرٹری تقریبات	مکرم مرزا عبدالباسط صاحب
(14) سابق طلبہ کے بچوں کے نگران	مکرم خالد محمود صاحب

(15) غیر احمدی سابق طلبہ سے رابطہ کے نگران مکرم عطاء الحق صاحب

(16) بورڈ ماہنامہ المنار E گزٹ

ایڈیٹر	:	مکرم مقصود الحق صاحب
نائب ایڈیٹر	:	مکرم مبارک احمد صدیقی صاحب
مینیجر	:	مکرم سید نصیر احمد شاہ صاحب